معلومات

الفاظ کا سفر

پروفیسر سید نثار مصطفیٰ

دنیا ایک پیچیدہ کہانی ہے۔ کسی بھی شئی کی گہرائی میں جایئے اس کے پس منظر میں ایک کہانی ضرور ملے گی۔

الفاظ بھی ایک زندہ حقیقت کے مانند ہیں۔ لسانیات کے مطابق ان کے اپنے خاندان ہوتے ہیں۔ ان کی اپنی نسلیں ہوتی ہیں۔ وہ پیدا ہوتے ہیں۔ عہد طفلی سے گزر کر عہد شباب میں آتے ہیں اور اپنے اپنے قویٰ کے مطابق ایک مدت گزارتے ہیں۔ اور پھر ان میں سے بعض کا چلن متروک ہو جاتا ہے۔ یہ ان کی موت ہے۔ یا پھر آواگون کے فلسفے کے مطابق صورت بدل لیتے ہیں۔ یعنی الفاظ بھی ذی روح کی طرح تبدل و ارتقاء حیات و موت کے مراحل سے گزر جاتے ہیں۔ کبھی زمانہ ان پر حاوی ہو جاتا ہے کبھی وہ زمانے پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ انسانوں کی زندگی کے حالات الفاظ پر بھی اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ جن زمینوں میں الفاظ پہنچتے ہیں وہاں کے لہجے اور مزاج کا بھی اثر قبول کرتے ہیں اور اس طرح دنیا کی ہر زبان میں سیکڑوں الفاظ ایسے ملیں گے جو اصل نسل میں کہیں اور سے آئے۔ تلفظ بدلتے رہے، معنی بدلتے رہے کچھ سے کچھ ہو گئے۔

اس طرح دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ نہ کوئی زبان خالص ہے اور نہ اس کے الفاظ۔ دنیا کی بڑی زبانیں عربی اور انگریزی تو اسی عمل کی بدولت بہت وسیع اور بامعنی ہو گئی ہیں۔

ہم یہاں چند لفظ اسی قبیل کے دے رہے ہیں:

مخیرّ ۔۔ مثلاً ایک لفظ "مخیر" ہے۔ جس کے معنی ایک قسم کا کپڑا ہے۔ قرون وسطیٰ میں یہ لفظ عرب سے اسپین پہنچا۔ اور اسپین سے فرانس، جہاں مخیر نہ رہ کر "موکیارو" ہوا۔ ٹھیک اسی زمانے میں اسپین کے راستے سے انگلستان بھی پہنچا جہاں وہ "مکیر" اور "مہیر" بالترتیب ہوا۔ اس وقت تک فرانس میں وہ "موکیارو" سے "موئر" ہو چکا تھا۔ انیسویں صدی میں یہ بات الٹی ہوگئی۔ فرانسیسیوں نے اسے "مہیر" اور انگریزوں نے اسے "موئر" کر دیا اور ہنوز اسی طرح رائج ہے۔

کیسر ۔۔ یہ ایک لاطینی لفظ ہے۔ عرب کی سرزمین میں جب پہنچا تو "کیسر" نہ رہ کر "قیصر" ہوگیا۔ ایران اور ہندوستان میں وہ عرب کی وساطت سے "قیصر" ہی رہا۔ لیکن وہی لاطینی لفظ جب جرمنی پہنچا تو "کائزر" ہوگیا۔ اور پولینڈ میں پہنچ کر گزار (Czar) زار ہوگیا۔ روس میں تسار (ЦАРЬ) زار اور انگریزی میں (Caesar) سیزر ہوگیا۔

امیر البحر ۔۔ یہ ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی کپتان ہیں۔ فرانس میں یہ لفظ پہنچ کر ان کے لہجہ کے مطابق "امیرل" ہوگیا اور جب انگریزوں کو ملا تو ان کے وقار و تحکم سے "اڈمیرل" ہوگیا۔

تمرِ ہند ۔۔ ترشی و شیرینی کی لطیف آمیزش اس پھل کی خاص خوبی ہے۔ اہل ہند اسے املی کہتے ہیں اہل فارس جب ہندوستان آئے تو اس کی لطافت و انفرادیت دیکھ کر بے ساختہ تمر ہند بول اٹھے۔ عربی میں تمر تازہ کھجور کو کہتے ہیں۔ اس کا درخت خود رو ہوتا ہے۔ اور پھل میٹھا۔ عربوں نے جنوبی ہند میں املی کے پھل اور اس کے کثرت استعمال کو دیکھتے ہوئے اسے ثمر الہند یا تمر ہند لکھنا شروع کیا۔ انگریزوں کو یہ پھل اور یہ لفظ بہت بھایا، اسے حسبِ عادت اپنی زبان اور اپنے خاص لہجے میں ٹمرند (Tamarind) بولنے لگے۔

اس کیا گودا نکال کر مٹھاس ملا کر چاکلیٹ تیار کیے اور سارے یورپ میں اکسپورٹ کر ڈالے۔

مخزن۔۔ مخزن اس قدر پھیلا کہ میگزین (Magazine) کی صورت میں آج بھی باقی ہے۔ فرانسیسی میں میگزین معنی بھنڈار یعنی بڑی دوکان۔ مال سے بھری ہوئی دوکان۔ روسی میں مگازین کی بھی یہی حقیقت ہے۔ انگریزوں نے یہ لفظ یہیں سے لیا۔ اسلحہ خانہ کے معنی لیے اور بعد میں رسالوں کو میگزین کا نام ملا۔

نیلوفر۔۔ عام طور پر اسے گل خودرو سمجھتے ہیں۔ ماخذ سنسکرت کا ایک لفظ "نیل اتپل" ہے۔ نیل یعنی نیلا اور اتپل یعنی پنکھڑی ہے۔ یعنی نیلی پنکھڑی والا پھول۔ نیل پل، نیلپر، نیلوپر بالترتیب ہوتا چلا گیا۔ بعد ازاں اہل فارس کی زبان کی خراد پر چڑھ کر "نیلوفر" ہو گیا۔ اس کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ پہلوی اور دری میں یہ لفظ سنسکرت کے تلفظ کے ساتھ موجود تھا۔

جیب۔۔ یہ عربی لفظ ہے۔ اہل لغت کا خیال ہے کہ جیب لفظ "جوب" سے نکلا ہے جس کے معنی قاطع کے ہے۔ اسی لیے اہل عرب نے جیب کے معنی گریبان کے لیے کیونکہ گریبان قطع کیا ہوا یا کترا ہوا ہوتا ہے۔ عرب کے لوگ جبہ یا کرتے کے گریبان میں ایک تھیلی ٹانک لیا کرتے تھے۔ ایک مدت کے بعد اس تھیلی کا نام جیب ہو گیا کیونکہ جیب کے ابتدائی معانی سینہ اور دل کے ہیں۔ لیکن فارس میں وہ تھیلی گریبان سے ڈھلک کر کمر کے نیچے آ گئی۔ نام وہی جیب ہی رہا۔ آج پتلون کے نئے فیشن میں اسے پتلون کی پشت پر جگہ ملی ہے حالانکہ سینہ و دل سے کولھے کو کافی فاصلہ ہو جاتا ہے۔

صاحب۔۔ عرب میں صاحب بہ معنی ہم صحبت ہے پھر لفظوں کے ساتھ مل کر فاعلیت کے معنی بھی پیدا کرنے لگا مثلاً صاحب الصلوٰۃ والملک الدولۃ۔

فارسی میں صاحب دولت، صاحب مال مستعمل ہونے لگا۔ ہندوستان میں تعظیماً استعمال ہونے لگا مثلاً میر صاحب، نواب صاحب، میر شکار اور پھر ہندوستان کی محکومی کے ساتھ یوں معلوم ہوا کہ صرف صاحب بہادر کے لیے مخصوص ہو گیا چاہے صاحب کتنا ہی گھٹیا کیوں نہ ہو۔

شمع ۔۔ عرب میں موم کو کہتے ہیں۔ پھر موم سے شمعیں بننے لگیں، انھیں بھی کہا جانے لگا۔ فارس میں چربی کی شمعیں بنی اور شمع ہی کہلائی۔ اب دو سو واٹ سے لے کر زیرو تک کا ہر بلب شمع کہا جاتا ہے۔

منشی ۔۔ اس بے چارے کی مٹی پلید ہوئی جو کبھی بادقار انشا پرداز کے معنوں میں مستعمل تھا۔ آج میرزا یا عینک دار بوڑھا کلرک ہو کر رہ گیا۔

شراب ۔۔ عرب میں پینے کی ان تمام اشیاء کو جو پی جاتی تھیں شراب کہا جاتا تھا۔ فارس کی بادہ نوشی نے اسے جام و مینا میں محدود کر دیا اور شراب مترادف بادہ کے ہو گیا۔

الفاظ نے مختلف زبانوں میں کیا کیا معنی حاصل کیے، انھیں کس طرح ایجاد کیا گیا، کیا اثرات حاوی ہوئے، کیسی کہانیاں ان سے منسوب ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ بعض یہاں درج کرنا خالی از دلچسپی نہیں۔

آم ۔۔ محمود غزنوی جب ہندوستان آیا تو آم کھا کر بہت خوش ہوا۔ لیکن نام سن کر بہت ہنسا اور کہا، سخت ستم ہے کہ ایسا لطیف میوہ اور نام اتنا فضول۔ ایسا نام ہو اس کا جو اسم با مسمّی ہو۔ چنانچہ اس نے اس کا نام "نغزک" رکھا۔ بعض فارسی کتابوں میں انبہ کی جگہ نغزک لکھا ملتا ہے۔ امیر خسرو نے قران السعدین میں ہندوستان کے میوہ کی تعریف میں ایک جگہ لکھا ہے:

نغزکِ خوش مغز کن بوستاں

خوب ترین میوۂ ہندوستاں

سنگترہ ۔۔ محمد شاہ نے ایک دن کہا اس لطیف میوہ کا "پھتر ماد" نام رکھنا سخت ستم ہے۔ اس کی تر و تازگی، اس کی خوش رنگی متقاضی ہے کہ اس کا نام رنگترہ رکھا جائے۔

پھُلمال ۔۔ سنگھاردان پر ایک ہار رکھا تھا۔ شہنشاہ اکبر نے مہارانی سے دریافت کیا "یہ کیا ہے؟" جواب ملا "ہار ہے"۔ اتنی خوبصورت شے اور اس کا نام ہار! اکبر نے کہا

"یہ بدشگونی ہے اس کا نام آج سے 'پیٹل مال' رہے گی۔"

حلال خور۔ ایک دن شاہی اصطبل میں گھوڑوں کا معائنہ کرنے کو اکبر کی تشریف آوری ہوئی۔ حلال خور ٹوکرے بھر بھر کر کثافتیں اٹھا رہے تھے۔ فرمایا کہ بڑی محنت کی روٹی کھاتے ہیں انھیں "حلال خور" کہنا چاہیے جو آج تک مروج ہے۔

بے شمار ایسے لفظ ہیں جو اپنی ہیئت و معانی کے اعتبار سے دلچسپ حکایتوں سے مرصع ہیں۔ ان کی تحقیق و جستجو لذت کام و دہن سے کم نہیں۔